بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

تَعَلَّمُوا الۡفَرَائِضَ وَ عَلِّمُوۡهَا فَاِنَّهٗ نِصۡفُ الۡعِلۡمِ

(ابن ماجہ: ۲۷۱۹)

نظم الفرائض

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

مکتبہ رحمۃ للعالمین مین روڈ بشیر کالونی سرگودھا

048-3215204 -- 0301-6002250 -- 0303-436743

-< فہرست مضامین >-

جھلک

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا

وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ

(۱)۔ مسلمانوں میں بے شمار لوگ آج بھی ایسے موجود ہیں جو فوت ہونے والوں کی میراث کو اسلامی قواعد کے مطابق تقسیم نہیں کرتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے یُوۡصِیۡکُمُ اللّٰہُ فِیۡ اَوۡلَادِکُمۡ کے نہایت مؤثر الفاظ استعمال فرمائے ہیں یعنی اللہ تمہیں تمہاری اولادوں کی میراث کے بارے میں وصیت کرتا ہے (النسآء:۱۱)۔

بعض لوگ بہنوں اور بیٹیوں کو میراث سے محروم رکھتے ہیں یا ان سے ان کا حصہ معاف کرا لیتے ہیں۔ بعض علاقوں میں بیوہ اگر کسی سے نکاح کر لے تو اسے بھی سابق شوہر کی میراث سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ بعض جگہوں پر اگر عورت کسی غیر خاندان سے تعلق رکھتی ہو اسے بھی میراث سے محروم رکھا جاتا ہے۔

میراث کے احکام بیان کر چکنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَمَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوۡدَہٗ یُدۡخِلۡہُ نَارًا خَالِدًا فِیۡہَا وَلَہٗ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ یعنی جو شخص اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے توہین والا عذاب ہے (النساء:۱۴)۔

(۲)۔ قرآن مجید کے سواء دنیا کی کوئی آسمانی کتاب مرنے کے بعد میراث کی تقسیم کا طریقہ بیان نہیں کرتی۔ حالانکہ انسان کی سرگشت کا پچاس فیصد حصہ اسی پر مشتمل ہے۔ ایک حصہ موت سے پہلے اور دوسرا حصہ موت کے بعد۔ اسی لیے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میراث کا علم نصف العلم ہے (ابن ماجہ:۲۷۱۹)۔

فقیر غلام رسول قاسمی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حمد اللہ دی ذات دی جس ساری کھیڈ بنائی

حکم تدبر اوسدے پر دوہاں وچ جدائی

درود شہِ دو عالم اتے شرع جنہاں تے آئی

کشمکش انہاں دی کولوں دتی آن رہائی

آل ازواج اصحاب نبی دے شامل وچ درود

ولی تمامی مسلم عامی میں ور گے بے سود

تشریح:۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ ۔انسان اپنی تدبیر سے احکامِ الٰہی کا مقابلہ کرے تو اخروی نقصان تو بجا، دنیا میں ہی اس کے فسادات سامنے آ جاتے ہیں۔آج دنیا میں جو تباہی ہو رہی ہے سب احکامِ خداوندی سے روگردانی اور عقلِ انسانی پر انحصار کی نحوست ہے۔دنیوی سطح پر اسلام کا ابلاغ اور اسلامی سطح پر شریعت کی مکمل پیروی سخت ضروری ہے۔

علمِ میراث دی اہمیت

علم وراثت پاک نبی نے نصف علم فرمایا

امت اس نوں پہلوں بھلسی خطرہ سخت سنایا

تشریح:۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تَعَلَّمُوا الۡقُرۡآنَ وَالۡفَرَائِضَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَاِنِّیۡ مَقۡبُوۡضٌ یعنی قرآن کا علم اور میراث کا علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، میں تم میں ہمیشہ نہیں رہوں گا (ترمذی:۲۰۹۱)۔نیز فرمایا: تَعَلَّمُوا الفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهَا فَاِنَّهٗ نِصۡفُ الۡعِلۡمِ وَهُوَ يُنۡسٰٓى وَهُوَ اَوَّلُ شَیۡءٍ يُنۡزَعُ مِنۡ اُمَّتِیۡ یعنی میراث کا علم سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ یہ نصف علم ہے، یہ بھول جائے گا

، یہی وہ علم ہے جو میری امت سے سب سے پہلے اٹھایا جائے گا (ابن ماجہ: ۲۷۱۹)۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے میراث کو تفصیل کے ساتھ قرآن کریم کی سورۃ النساء میں بیان فرمایا ہے۔ کتبِ حدیث میں اس کی مستقل کتب وابواب موجود ہیں۔ مثلاً بخاری جلد۲ صفحہ ۹۹۵، مسلم جلد۲ صفحہ ۳۲، ترمذی جلد۲ صفحہ ۳۰، ابوداؤد جلد۲ صفحہ ۴۳، موطا محمد صفحہ ۳۱۴ پر کتاب الفرائض، کتاب الآثار صفحہ ۱۵۰ پر کتاب الارث اور مسندِ امامِ اعظم صفحہ ۲۳۱ پر کتاب الوصایا والفرائض موجود ہے (مطبوعہ پاکستان)۔ فقہ کی تمام کتب میں کتاب الفرائض موجود ہوتی ہے۔ اس موضوع پر مستقل کتب بھی لکھی گئی ہیں۔ جن میں سراجی اور اس کی شرح شریفیہ بہت مشہور ہیں۔ اردو زبان میں حضرت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی علیہ الرحمہ کی کتاب علم المیراث ہے۔ سندھی زبان میں ہمارے مرشد کریم قطب الاقطاب حضرت پیر سائیں مفتی محمد قاسم مشوری قدس سرہ کی کتاب معلم الفرائض ہے۔ اور پنجابی اشعار میں ایک ادنیٰ سی تالیف آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ طلباء سے درخواست ہے کہ اس علم پر خصوصی توجہ دیں اور نبی کریم ﷺ کی تنبیہ سے مکمل فائدہ اٹھائیں۔ کتاب شعروں میں اس لیے لکھی ہے تا کہ ورثاء اور ان کے حصص کو حفظ کرنا آسان ہو۔

ونڈ کرن توں پہلے

قتل مورث دا ظلماً کرنا یا ہونا مرتد

ورثے توں محروم کریندا نالے لگدی حد

تشریح:۔ اگر کوئی وارث اپنے مورث کو ظلماً قتل کرے جس سے قصاص یا کفارہ لازم آتا ہو تو ایسا وارث ورثے سے محروم رہے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ: اَلْقَاتِلُ لَا یَرِثُ یعنی قاتل وارث نہیں ہوسکتا (ترمذی: ۲۱۰۹، ابن ماجہ: ۲۷۳۵)۔

اسی طرح مسلمان کا ورثہ کافر کو نہیں مل سکتا اور کافر کا ورثہ مسلمان کو نہیں مل سکتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ: لَا یَرِثُ الْمُسْلِمُ الْکَافِرَ وَلَا الْکَافِرُ الْمُسْلِمَ یعنی مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوسکتا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا (مؤطا امام محمد صفحہ ۳۲۰، مسلم: ۴۱۴۰،

بخاری: ۶۷۶۴، ابوداؤد: ۲۹۰۹، ترمذی: ۲۱۰۷، ابن ماجہ: ۲۷۲۹)۔

شعر میں کافر کی بجائے مرتد کا لفظ اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ آج کل کفر کی نسبت قادیانیت وغیرہ کی صورت میں ارتداد پاک و ہند میں نسبتاً کثیر الوقوع ہے۔

کفن دفن تے قرض وصیت باترتیبی کڈھو

بعد انہاں دے جو کجھ بچے وارثاں دے وچ ونڈو

تشریح:۔ سب سے پہلے کفن دفن کا خرچ نکالا جائے۔ کفن میت کے معیارِ زندگی کے مطابق ہونا چاہیے۔ مرد کو تین اور عورت کو پانچ کپڑوں کا کفن دینا مسنون ہے۔ کفن اگر کوئی دوسرا شخص فی سبیل اللہ دینا چاہیے تو ایسا جائز ہے۔ لیکن یہ رسم بنا لینا کہ داماد کا کفن سسرال کے ذمے ہے یا نواسے نواسیوں کا کفن ننہال کے ذمے ہے وغیرہ وغیرہ، یہ محض بے اصل چیز ہے اور اسے شرعی حیثیت دینا تو اور بھی قبیح ہے۔

بیوی کا شوہر اگر زندہ ہو تو اس کا کفن شوہر پر واجب ہے۔ اگر شوہر زندہ نہ ہو تو حسبِ دستور میت کے ترکہ میں سے کفن دیا جائے گا۔

تمام ورثاء کی اجازت کے بغیر میت کے ترکہ میں سے صدقہ و خیرات کرنا درست نہیں۔ اس لیے کہ میت کے ترکہ کی ایک ایک چیز اور ایک ایک پائی اس کے ورثاء کا حق ہے۔ ان کی اجازت کے بغیر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا جا سکتا۔

آج کل میت کے گھر والے عموماً میت پر آنے والے لوگوں کو چائے پانی کھانا وغیرہ دیتے ہیں۔ خصوصاً تیسرے دن جسے قل خوانی یا سوئم وغیرہ کہا جاتا ہے اور جمعرات یا چالیسواں وغیرہ منایا جاتا ہے۔ ان سب چیزوں میں بذاتِ خود کوئی قباحت نہیں مگر ان پر کیا جانے والا خرچ میت کے مال میں سے اس کے تمام ورثاء کی اجازت کے بغیر کرنا درست نہیں۔ ایک ایک وارث کی اجازت ضروری ہے۔ ہاں اگر ورثاء اپنی جیب سے خرچ کریں یا ترکہ تقسیم کرنے کے بعد اپنے ذاتی حصے میں سے بخوشی خرچ کریں تو یہ جائز اور موجبِ ثواب ہے۔

کفن دفن کے بعد میت کے ترکہ میں سے اس کا قرض ادا کیا جائے۔ قرض خواہ اگر چاہیں تو قرض معاف کر سکتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے قرض کے بارے میں سخت تنبیہ فرمائی ہے۔ فرمایا کہ: نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهٖ یعنی مومن کی روح اس کے قرض کی وجہ سے لٹکی رہتی ہے (مسند احمد: ۱۰۵۹۹، ترمذی: ۱۰۷۸، ابن ماجہ: ۲۴۱۳)۔

نیز فرمایا: يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّيْنَ شہید کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے قرض کے (مسلم: ۱۱۹)۔ آپ ﷺ کا طریقہ شریفہ تھا کہ مقروض کی نمازِ جنازہ خود نہیں پڑھاتے تھے بلکہ صحابہ کرام کو فرماتے کہ تم پڑھ لو۔ بعد میں جب فتوحات ہوئیں اور دولت کی فراوانی ہوئی تو آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ یعنی میں مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہوں اگر کوئی مومن فوت ہو جائے اور وہ مقروض ہو تو اس کا قرض میں ادا کروں گا اور اگر وہ کچھ ترکہ چھوڑے تو وہ اس کے ورثاء کے لیے ہے (مسلم: ۲۹۱۳، بخاری: ۲۲۹۸، ۵۳۷۱)۔

میت کے ورثاء میں سے کوئی شخص اپنی طرف سے یا کوئی غیر شخص فی سبیل اللہ میت کے قرض کو ادا کرنا چاہے تو یہ جائز ہے۔ میت کے ورثاء کے لیے بہتر ہے کہ میت پر جمع ہونے والے لوگوں کے مجمع میں اعلان کر دیں کہ کسی نے میت سے قرض لینا ہو تو بتا دو، یا فی سبیل اللہ معاف کر دو۔

جب مال کفن دفن اور قرض سے بچ جائے تو اس میں سے وصیت پوری کی جائے گی۔

وصیت کرنے والے کا عاقل و بالغ ہونا ضروری ہے ورنہ وصیت جاری نہیں ہوگی۔ اگر میت کے ذمے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ واجب ہیں تو ان کا کفارہ ادا کرنے کے لیے وصیت کرنا اس پر واجب ہے۔ ایک روزے کا کفّارہ نصف صاع یعنی دو کلو گرام آٹا ہے، ایک نماز کا بھی اتنا ہی کفّارہ ہے، حج کا کفّارہ یہ ہے کہ میت کے وطن کا کوئی شخص اس کی طرف سے حج کرے۔ مرنے والا اگر جانتا ہو کہ میرے مرنے کے بعد لوگ خلافِ شرع حرکات کریں گے تو اس پر لازم ہے کہ

ایسی حرکات سے باز رہنے کی وصیت کر جائے۔ مسجد مدرسہ اور اس قسم کے دینی کاموں پر خرچ کرنے کی وصیت کرنا جائز بلکہ زیادہ مناسب ہے۔

تیجے حصے کولوں ودھ وصیت جائز نہ ہوندی
وارث دے حق وچ وصیت کرنوں شرع رکیندی

تشریح:۔ کفن دفن اور قرض کی ادائیگی کے بعد جو مال بچے اس کے تیسرے حصے تک وصیت کرنا جائز ہے، بلکہ اس میں بھی کمی کرنا زیادہ مناسب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ کَثِیرٌ یعنی تیسرا حصہ کافی ہے، بلکہ یہ بھی زیادہ ہے (مسلم:۴۲۰۹، بخاری:۴۴۰۹، ترمذی:۲۱۱۶)۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: وَالْعَمَلُ عَلٰی ھٰذَا عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ اَنَّہٗ لَیْسَ لِلرَّجُلِ اَنْ یُّوْصِیَ بِاَکْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ یعنی اہل علم کا عمل اسی پر ہے کہ کوئی شخص تیسرے حصے سے زیادہ کی وصیت نہیں کرسکتا (ترمذی:۲۱۱۶)۔

وارث کے حق میں وصیت کرنا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: لَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ یعنی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں (ابوداؤد حدیث رقم:۲۸۷۰، ترمذی حدیث رقم:۲۱۲۰، ابن ماجۃ حدیث رقم:۲۷۱۳، مسند احمد حدیث رقم:۲۲۳۵۷)۔

وصیت عاق یا غیر شرع دی کردیاں رب توں ڈریے
خلافِ شرع وصیت اُتے ہرگز عمل نہ کریے

تشریح:۔ اولاد کو عاق کردینے کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں۔ اسی طرح کسی حرام، مکروہ، خلافِ سنت و شریعت کام کی وصیت کرنا بھی اسی درجے کا گناہ ہے جس درجے میں وہ کام ممنوع ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی شخص ایسی غلط وصیت کر جائے تو ورثاء پر لازم ہے کہ اس پر عمل نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مِنْ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ یُّوْصٰی بِھَا اَوْ دَیْنٍ غَیْرَ مُضَارٍّ یعنی وصیت اور قرض کی ادائیگی کے بعد میراث تقسیم کی جائے لیکن وصیت بے ضرر ہو (النساء:۱۲)۔

وارثاں دیاں قِسماں

(۱)۔ذوالفروض:

شوہر، بیوی، اماں، ابّا، دادا، دادی، نانی
بیٹی، پوتی، تِنّے بھیناں، تے اخیافی بھائی
ذوالفروض سداون جنہاں ونڈ مقرر پائی
دوجا، چوتھا، اٹھواں، چھیواں، تیجا، دوم تہائی

تشریح:۔ذوالفروض وہ ہیں جن کے حصے شریعت نے مقرر کردیے ہیں۔ایک ہی شعر میں وہ سب مذکور ہوئے ہیں۔نانی اور دادی کو جدہ صحیحہ کہتے ہیں۔اگر ان دونوں کو ایک یعنی جدہ صحیحہ کہا جائے تو کل ذوالفروض بارہ ہوئے اور اگر پاکستان کی زبان کے لحاظ سے انہیں الگ الگ تصور کیا جائے تو کل ذوالفروض تیرہ ہوئے۔تِنّے بھیناں سے مراد تین بہنیں ہیں یعنی سگی، علاتی اور اخیافی۔
ذوالفروض کے حصص قرآن پاک میں بیان ہوئے ہیں۔۱/۲ ، ۱/۴ ، ۱/۸ ، ۱/۶ ، ۱/۳ ، ۲/۳۔

(۲)۔عصبات:

بعد انہاں دے عصبے جو بھی مرد جڑے سنگ مرداں
فرع، اصل، پیو دادے جے باترتیب مراداں

تشریح:۔حدیث شریف میں ہے: اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ یعنی ذوالفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد جو بچے وہ اس مرد کا ہے جو دوسرے رشتہ داروں کی نسبت میت کے قریب تر ہے یعنی عصبہ ہے (مسند امام اعظم صفحہ ۲۳۲، مسلم:۱۶۱۴، بخاری: ۶۷۳۲، ابوداؤد: ۲۸۹۸، ترمذی: ۲۰۹۸، ابن ماجہ: ۲۷۴۰، شرح معانی

الآثار للطحاوی ۲/۳۹۳، سنن الدارمی: ۲۹۸۹، سنن الدار قطنی: ۴۰۲۵)۔

عصبات وہ ہیں جو ذوالفروض بھی نہ ہوں، خود بھی مرد ہوں اور میت سے ان کا رشتہ مرد ہی کے ذریعے جڑتا ہو۔ جیسے چچا، چچا کا بیٹا وغیرہ۔

عصبات کی تین اقسام ہیں۔

(1)۔عصبہ بنفسہ : یعنی جو خود عصبہ ہو۔ان کے چار درجے ہیں۔ جو شعر کے دوسرے مصرعے میں بیان ہوئے ہیں۔ پہلا درجہ **فرع** ہے یعنی اولاد جیسے بیٹا، پوتا، پڑپوتا اور نیچے تک۔ دوسرا درجہ **اصل** یعنی باپ، دادا، پردادا اور اوپر تک۔ تیسرا درجہ **پیو جے** یعنی باپ کی اولاد جیسے بھائی، بھتیجا، بھائی کا پوتا اور نیچے تک۔ چوتھا درجہ **دادے جے** یعنی دادا کی اولاد جیسے چچا، چچا کا بیٹا، چچا کا پوتا اور نیچے تک۔ اس چوتھے درجے یعنی دادا کی اولاد کے علاوہ پردادا کی اولاد، لکڑ دادا کی اولاد اور اوپر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام تک کی اولاد شامل ہے۔

(2)۔عصبہ بالغیر : یہ لوگ خود عصبہ نہیں ہوتے بلکہ کوئی دوسرا وارث انہیں عصبہ کر دیتا ہے اور وہ دوسرا وارث خود بھی عصبہ ہوتا ہے۔ جیسے بیٹی جو بیٹے کی موجودگی میں عصبہ بن جاتی ہے۔

(3)۔عصبہ مع الغیر : یہ وہ عصبہ ہے جو کسی دوسرے وارث کی وجہ سے عصبہ بنے لیکن وہ دوسرا وارث جس کی وجہ سے یہ عصبہ بنا ہے وہ خود عصبہ نہ ہو۔ جیسے بہن جو بیٹی کی موجودگی میں عصبہ بن جاتی ہے، حالانکہ بیٹی خود عصبہ نہیں ہے۔

باترتیب مراد ان کا مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلے فرع پھر اصل پھر باپ کی اولاد اور پھر دادا کی اولاد کو حصہ ملے گا۔ فرع کے ہوتے ہوئے اصل محروم، اصل کے ہوتے ہوئے باپ کی اولاد محروم اور باپ کی اولاد کے ہوتے ہوئے دادا کی اولاد محروم رہے گی۔

(۳)۔ذوالارحام:

تیجا نمبر ذوالارحاماں یاد رکھیں شاگردا
فرضی عصبے جے ناں ہوون تاں انہاں نوں ملدا

ذوالارحام مؤنث ہے یا مرد مؤنث راہیں
فرع اصل پیو دادے جمے باترتیب بُلائیں

تشریح:۔ذوالارحام وہ ہیں جو ذوالفروض بھی نہ ہوں اور یا تو خود عورت ہوں یا میت سے اس کا رشتہ عورت کے ذریعے سے جڑتا ہو جیسے نواسا، نانا، بھتیجی اور پھوپھی وغیرہ۔عصبات کی طرح ان کے بھی چار اصناف ہیں۔**فرع**: جیسے نواسا، نواسی، پوتی کا بیٹا، پوتی کی بیٹی وغیرہ۔**اصل**: جیسے نانا، دادی کا باپ، نانا کی ماں، نانا کا باپ، نانی کا باپ وغیرہ۔**باپ کی اولاد**: جیسے بھتیجی، بھانجا، بھانجی وغیرہ۔**دادا کی اولاد**: جیسے پھوپھی، علاتی پھوپھی وغیرہ۔

پہلی صنف کے ہوتے ہوئے باقی سب محروم رہیں گے۔دوسری کے ہوتے آخری دو محروم، تیسری کے ہوتے ہوئے چوتھی محروم اور اگر صرف چوتھی صنف موجود ہو تو وہی ورثہ پائے گی۔

پھر ہر صنف کے اپنے اندر بھی ترتیب ہے۔قریبی رشتہ دار کے ہوتے ہوئے دور کا رشتہ دار محروم رہے گا۔مثلاً پہلی صنف میں نواسا، نواسی، پوتی کا بیٹا اور پوتی کی بیٹی میں آپ غور کریں۔ان میں سے نزدیک کا رشتہ دار کونسا ہے؟ ظاہر ہے نواسا اور نواسی دونوں قریب ہیں اور پوتی کی اولاد نسبتاً دور ہے۔ایک پشت کا فرق ہے۔نواسہ اور نواسی دونوں برابر فاصلے پر ہیں۔یہ دونوں ورثہ لیں گے اور انکے ہوتے ہوئے باقی تمام ذوالارحام محروم رہیں گے۔ورثہ نواسہ اور نواسی میں **لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ** (النساء:۱۱) کے قاعدے کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔

ذوالارحام کے میراث میں حصہ دار ہونے کے دلائل یہ ہیں: ارشادِ باری تعالیٰ **لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ** (النساء:۷) یعنی جو ماں باپ اور رشتہ دار ورثہ چھوڑ دیں اس میں مردوں اور عورتوں کا حق ہے۔**وَأُولُو الْأَرْحَامِ**

بَعۡضُهُمۡ أَوۡلٰى بِبَعۡضٍ فِى كِتَابِ اللّٰهِ (انفال:۷۵) یعنی اولوالارحام میں سے بعض ایسے ہیں جو دوسرے بعضوں کی نسبت زیادہ حق دار ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ: ابۡنُ أُخۡتِ الۡقَوۡمِ مِنۡهُمۡ یعنی بھانجا بھی خاندان کا فرد ہے (بخاری: ۳۵۲۸، مسلم: ۲۴۳۹، ترمذی: ۳۹۰۱، نسائی: ۲۶۱۰)۔ نیز فرمایا: اَلۡخَالُ وَارِثُ مَنۡ لَا وَارِثَ لَـهٗ جس کا کوئی وارث نہ ہو تو ماموں اس کا وارث ہے (ترمذی: ۲۱۰۳، ابن ماجہ: ۲۷۳۷، شرح معانی الآثار للطحاوی ۲/۳۹۷، سنن الدارمی: ۲۹۷۹، ابوداؤد: ۲۹۰۰)۔

میاں تے بیوی ذوالارحام دا حصہ روک نہ سکدے

مَا بَقِیَ لئی چارے صنفاں راہ واری داتکدے

تشریح:۔ قاعدہ تو یہ ہے کہ ذوالفروض کے ہوتے ہوئے ذوالارحام کو کچھ نہیں ملتا۔ لیکن شوہر اور بیوی دو ایسے ذوالفروض رشتہ دار ہیں جن کی موجودگی میں ذوالارحام کو حصہ مل جاتا ہے۔ مَا بَقِیَ سے مراد ہے ''جو کچھ شوہر یا بیوی کو دینے کے بعد بچ جائے'' یہ بچا ہوا ورثہ ذوالارحام کی چاروں اصناف میں سے بالترتیب جو بھی حق دار ہوں گے ان میں بانٹ دیا جائے گا۔

نکتے دی گل

گل دساں میں نکتے والی سمجھیں نال دھیان

چوتھی قسم دے عصبے حضرت آدم[1] توڑی جان

حساب کرن والے جس ویلے وچ گہرائی جاسن

ذوالارحام بھی درحقیقت عصبے نظری آسن

جاہل کالانعام نہ سارے رشتے دار دسیندے

مفتی پشت قبیلے بابت آپ سوال کریندے

[1] سیدنا آدم علیہ السلام

ذوالفروض تے عصبیاں دی جد کرسیں خوب تلاشی

ذوالارحام دی واری اونی ناممکن ہو جاسی

تشریح:۔ چوتھے درجے کے عصبات میں دادا کی اولاد، پردادا کی اولاد،لکڑ دادا کی اولاد اور اوپر تک سب شامل ہیں۔حتیٰ کہ یہ دائرہ خاندان سے قبیلے اور قبیلے سے قوم اور قوم سے اقوام حتیٰ کہ پوری اولادِ آدم تک وسیع ہے۔ میراث کے سوالات لے کر آنے والے عوام میت کے تمام رشتہ داروں سے مفتی کو آگاہ نہیں کرتے یا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا مفتی کو چاہیے کہ ذوالفروض اور عصبات کے بارے میں سوال کر کے رشتہ داروں کی موجودگی ان سے اگلوائے۔ اگر ذوالفروض نہیں تو کم از کم کوئی دادے پوترا یا شریک واری کا آدمی ضرور نکل آئے گا جو عصبہ بن سکے۔

وَنڈ دی ترتیب

دور والے نوں کجھ نہ دیوے رشتہ دار قریبی

فرضی عصبے رحمی رشتے پاون باترتیبی

تشریح:۔ میراث کی تقسیم کرنے کی ترتیب یہ ہے کہ ذوالفروض کو سب سے پہلے دیا جائے گا۔ اگر کچھ بچ جائے تو عصبات کو دیا جائے گا۔ اگر عصبات نہ ہوں اور ورثہ ذوالفروض سے بچ جائے، تو دوبارہ ذوالفروض میں اسی تناسب سے بانٹ دیا جائے گا۔ ہاں میاں اور بیوی کو دوبارہ نہیں دیا جائے گا۔ اگر ذوالفروض نہ ہوں صرف عصبات ہوں تو عصبات کو سب دے دیا جائے گا اور اگر ذوالفروض اور عصبات دونوں نہ ہوں تو صرف اس صورت میں ذوالارحام کو دیا جائے گا۔ میاں اور بیوی ایسے ذوالفروض ہیں جن کی موجودگی میں ذوالارحام کو حصہ مل جاتا ہے۔

آپس وچ رلا نہ رکھیں عقلے نال نکھیڑیں

ذوالفروض نوں سامنے رکھیں تاں کوئی مسلہ چھیڑیں

تشریح:۔ مثال کے طور پر میت مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑ جائے۔ باپ، بیٹا، بیٹی، نواسی، سَگا چچا،

پھوپھی، بھانجا، سگا بھائی۔ تو ان میں سے ذوالفروض یہ ہیں: باپ اور بیٹی۔ عصبات یہ ہیں: بیٹا، سگا چچا، سگا بھائی۔ ذوالارحام یہ ہیں: نواسی، پھوپھی اور بھانجا۔

اہم بات یہ ہے کہ باپ مرد ہے، سرسری نظر میں اسے عصبہ ہونا چاہیے تھا۔ اسی طرح بیٹی عورت ہے سرسری نظر میں اسے ذی رحم ہونا چاہیے تھا لیکن چونکہ شریعت ان دونوں کو ذوالفروض قرار دے چکی ہے لہٰذا ہم نے ذوالفروض کی فہرست پر نظر رکھتے ہوئے انہیں گڈمڈ نہیں ہونے دیا۔

حجب دا بیان

جحب حرمانی تے نقصانی ہرگز او کھے ناہیں
محنت کرتے منگ دعاواں مولا فضل کمائیں

تشریح:۔ حجب سے مراد یہ ہے کہ ایک وارث کی وجہ سے دوسرے وارث کا حصہ متاثر ہو۔ حجب کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)۔ حجبِ حرماں: اس میں ایک وارث کی وجہ سے دوسرا بالکل محروم ہو جاتا ہے جیسے بیٹے کی وجہ سے چچا محروم ہوتا ہے۔

(۲)۔ حجبِ نقصان: اس میں ایک وارث کی وجہ سے دوسرا بالکل محروم تو نہیں ہوتا مگر اسے نقصان ضرور پہنچتا ہے۔ جیسے اولاد کے ہوتے ہوئے شوہر کو ۱/۲ کی بجائے ۱/۴ حصہ ملتا ہے۔

مندرجہ ذیل پانچ ورثاء حجبِ نقصان کا شکار ہو سکتے ہیں: میاں، بیوی، ماں، پوتی اور علاتی بہن۔

بعض ورثاء ایسے ہیں جو کبھی حجب حرماں کا شکار ہوتے ہیں اور کبھی نہیں ہوتے۔ اس کے لیے دو قاعدے ہیں۔ ایک قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ وارث جو کسی دوسرے کے توسط سے میت کا رشتہ دار بنے وہ اس توسط کی موجودگی میں محروم رہے گا جیسے بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا محروم۔ باپ کے ہوتے ہوئے دادا اور سگا بھائی محروم۔ بھائی کے ہوتے ہوئے بھتیجا محروم۔ دادا کے

ہوتے ہوئے چچا محروم۔

دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ قریب کا رشتہ دار دور کے رشتہ دار کو محروم کر دے گا۔ جیسے فرع کے ہوتے ہوئے اصل محروم۔ اصل کے ہوتے ہوئے باپ کی اولاد محروم اور باپ کی اولاد کے ہوتے ہوئے دادا کی اولاد محروم یعنی اقرب فالاقرب ۔ یہ تفصیل پہلے گزر چکی ہے مگر اس کی اہمیت کے پیش نظر ہم نے اس کو دوہرا دیا ہے۔

پیو دادا ، پتر یا پوتا آوے وچ مقسوم
انہاں اگے سارے عصبے ہوندے نیں محروم

تشریح:۔ اگر باپ، دادا، بیٹا اور پوتا ان میں سے کوئی ایک وارث بھی موجود ہوگا تو تمام عصبات کو محروم کر دے گا۔

نالے بھیناں بھائی تمامی حصہ مول نہ پاون
فرع اصول مذکر رشتے بہتے سخت سداون

تشریح:۔ نیز یہ تمام بہن بھائیوں کو بھی محروم کر دیں گے۔ بے شک تمام بہنیں ذوالفروض ہیں اور اخیافی بھائی بھی ذوالفروض ہے مگر سب محروم ہو جائیں گے۔

پتر پوتے، باپ دادا نوں عصبہ بنن نہ دیندے
پتر فرع نوں، باپ اصل نوں چا محروم کریندے

تشریح:۔ بیٹا یا پوتا موجود ہو تو باپ اور دادا عصبہ نہیں بن سکتے اور بیٹا تمام فروع کو اور باپ تمام اصول کو محروم کر دیتا ہے۔

ماں کریندی دادی نانی دوہاں نوں محروم
باپ کریندا صرف دادی نوں کر لے فرق معلوم

بیٹی عصبہ بہن نوں کردی سکّی تے علاتی
بھائی بہن نوں پتر دھی نوں پوتا کردا پوتی

پوتریاں وی دھیاں والے سارے کم کرین
سکیاں تے علاتی بھیناں نوں عصبہ کر دین

تشریح:۔ بیٹی، پوتی، پڑپوتی (اور نیچے تک) سب سگی اور علاتی بہنوں کو عصبہ کر دیتی ہیں۔ ہر وہ عورت جو اکیلی ہو تو ۱/۲ حصہ لے اور دو ہوں تو ۲/۳ حصہ لیں، ایسی عورت اپنے بھائی کی موجودگی میں عصبہ بن جاتی ہے۔

دھی یا پوتی دوہاں وچوں ہک وی جس دی ہووے
بھین بھرا اخیافی اسدا حصے توں ہتھ دھووے

دور والے نوں کجھ نہ دیوے جیہڑا ساک قریبی
اگے وی ایہہ گل گزشتہ کسے مقام تے کیتی

ذوالفروض دے حصے

شوہر تے بیوی دا حصہ

شوہر ادھا بیوی چوتھا جے اولاد نہ ہووے
چوتھا اٹھواں باترتیبی جے کوئی جمیاں ہووے

تشریح:۔ اگر اولاد نہ ہو تو شوہر ۱/۲ اور بیوی ۱/۴ حصہ لے گی۔ اگر اولاد ہو تو شوہر ۱/۴ لے گا اور بیوی ۱/۸ حصہ لے گی۔ اولاد سے مراد بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی اور نیچے تک سب ہیں۔

بیٹی دا حصہ

دھی ہکلی ادھا ورثہ چوکھیاں دوم تہائی
بیٹا اس نوں عصبہ کردا گل شرع فرمائی

تشریح:۔اکیلی بیٹی ۲/۱ لے گی۔دو یا زیادہ بیٹیاں ۳/۲ حصہ آپس میں برابر تقسیم کریں گی اور اگر ساتھ بیٹا بھی ہو تو وہ بیٹیوں کو عصبہ کردے گا اور تقسیم اس طرح ہوگی کہ لڑکے کو لڑکی سے دوگنا ملے۔

پوتی دا حصہ

پوتی قائم مقام بیٹی دی جے بیٹی نہ ہووے
پوتا ہوندیاں بیٹی وانگوں ایہہ بی عصبہ ہووے

پتر ہووے تاں پوتی ہرگز نہیں لیندی مقسوم
بلکہ پتر کل فرع نوں کر دیندا محروم

دھی ہکلی ہوندیاں پوتی چھیواں حصہ پاوے
دودھیاں دے ہوندیاں پوتی خالی ہتھ رہ جاوے

ہاں اگر پوتا پڑپوتا عصبہ آن بناوے
پوتی اس صورت وچ حصہ عَصَبَۃً لے جاوے

تشریح:۔پوتی بیٹی کی قائم مقام ہے یعنی اگر بیٹی نہ ہو تو پوتی کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو بیٹی کے ساتھ ہوتا ہے۔اکیلی پوتی ۲/۱ حصہ لے گی،دو یا زیادہ پوتیاں ہوں تو ۳/۲ حصہ آپس میں برابر تقسیم کرلیں گی اور اگر ان کے ساتھ پوتا ہوگا تو وہ پوتیوں کو عصبہ بنادے گا اور تقسیم اس طرح ہوگی کہ پوتے کو پوتی سے دوگنا ملے۔

لیکن پوتی کے ساتھ تین صورتیں اور بھی ہیں۔

۱۔ پوتی بھی ہو اور ایک بیٹی بھی ہو تو اس صورت میں بیٹی ۱/۲ لے گی اور پوتی ۱/۶ لے گی اور اگر ایک سے زیادہ پوتیاں ہوں تو ۱/۶ کو باہم تقسیم کر لیں گی۔

۲۔ پوتی بھی ہو اور دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو اس صورت میں پوتی محروم رہ جائے گی۔

۳۔ اگر پوتی کے ساتھ پوتا یا پڑپوتا اور نیچے تک کوئی بھی مرد ہو تو وہ پوتی کو عصبہ کر دے گا۔ اب پوتی محروم نہیں رہے گی خواہ دو بیٹیاں بھی موجود ہوں۔ یہی حال پڑپوتی، لکڑ پوتی اور نیچے تک کا ہے۔

بھیناں دے حصے

سکیاں تے علاتی بھیناں ذِی فرض وچ آون
نال انہاں دا بھائی جے ہووے فیر عصبہ بن جاون

فرع اصول مذکر رشتہ جے کوئی ہووے جوندا
سکیاں تے علاتی بھیناں نوں اوہ کجھ نہیں دیندا

دھی یا پوتی جے میت دے وارثاں دے وچ ہوون
سکیاں تے علاتی بھیناں نوں عصبہ کر چھوڑن

سکیاں تے علاتی بھیناں جے عصبہ بن جاون
علاتی نوں کجھ نہ لبھے سکیاں سب لے جاون

ذوالفروض جے بن کے آوے سکی تے علاتی
ادھا ورثہ سکی پاوے چھیواں لئے علاتی

جے کدی دو سکیاں بھیناں ذی فرض بن جاون
فیر علاتی کجھ نہ پاوے دو ثلث مُک جاون

ہاں اگر علاتی بھائی عصبہ آن بناوے
بھین علاتی اس صورت وچ عَصُبَۃً لے جاوے

بیٹی ، پوتی ،بھین حقیقی فیر علاتی بھین
باترتیبی قائم مقامی حصے اپنے لین

تشریح :۔آپ نے پڑھا ہے کہ اکیلی بیٹی ۲/۱ اور دو یا زائد ۳/۲ لیتی ہیں۔بیٹی نہ ہوتو پوتی کا یہی حال ہوگا۔اگر پوتی بھی نہ ہوتو حقیقی بہن کا یہی حال ہوگا اور اگر حقیقی بہن بھی نہ ہوتو علاتی بہن کا یہی حال ہوگا اوران میں سے ہر ایک اپنے بھائی کی موجودگی میں عصبہ ہو جائے گی۔''باترتیبی قائم مقامی حصے اپنے لین'' سے یہی مراد ہے۔

اور اگر بیٹی یا پوتی بھی موجود ہوتو اس صورت میں سگی اور علاتی بہنیں دونوں عصبہ بن جائیں گی۔ آپ کو یاد ہونا چاہیے کہ بیٹی اور پوتی آپس میں میراث کس طرح لیتی ہیں اور کیا کیا صورتیں پیش آتی ہیں۔بالکل وہی صورتیں سگی بہن اور علاتی بہن کی ہیں۔

ماں دا حصہ

بھین بھرا دو جس دے ہوون یا ہووے اولاد
اس دی ماں دا چھیواں حصہ مسلہ کرلے یاد

میاں بیوی تے والدین جے ہوون حصے دار
مَا بَقِیَ دا تیجا حصہ ماں اس دی حق دار

اس توں وکھری جے کوئی صورت ہووے ماں دے نال
کل ورثے دا تیجا حصہ لے جاندی اے نال

تشریح:۔ ماں کے تین حال ہیں۔

(۱)۔ اگر دو بہن بھائی یا اولاد ہو تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اور دو بہن بھائی سے مراد یہ ہے کہ خواہ دو بھائی ہوں یا دو بہنیں ہوں یا ایک بھائی اور ایک بہن ہو۔

(۲)۔ اگر میاں بیوی میں سے ایک ہو (ظاہر ہے ایک ہی ہو سکتا ہے) اور والدین (دونوں) ہوں تو اس صورت میں میاں بیوی کے بچے ہوئے مال میں سے ماں کو ۳/۱ ملے گا۔ مَا بَقِیَ سے مراد میاں بیوی سے بچا ہوا مال ہے۔

(۳)۔ ان دو صورتوں کے علاوہ کوئی بھی صورت ہو تو ماں کو کل مال کا ۳/۱ حصہ ملے گا۔

باپ دا حصہ

جے اولاد مذکر ہووے باپ دا چھیواں حصہ
صرف مؤنث جے کر ہووے چھیواں نالے عصبہ

جے اولاد نہ ہووے بالکل عصبہ باپ مکمل
ذوالفروض کولوں جو بچے لے جائے آپ مکمل

تشریح:۔ باپ کے تین حال ہیں۔

(۱)۔ اگر مذکر اولاد ہو یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا اور نیچے تک۔ تو اس صورت میں اسے ۶/۱ حصہ لے گا۔

(۲)۔ اگر صرف مؤنث اولاد ہو یعنی بیٹی، پوتی، پڑپوتی نیچے تک۔ تو اس صورت میں اسے ۶/۱ حصہ بھی ملے گا اور عصبہ بھی بنے گا۔

(۳)۔ اگر اولاد بالکل نہ ہو تو اس صورت میں صرف عصبہ بنے گا اور آپ جانتے ہیں کہ جو کچھ ذوالفروض سے بچ جائے وہ سب عصبہ کو مل جاتا ہے۔

دادے دا حصہ

دادا قائم مقام ابّے دا جے ابا نہ ہووے
ابا ہوندیاں دادا اپنا سارا ورثہ کھووے

تشریح:۔والد کی موجودگی میں دادا محروم رہے گا۔اسکی وجہ یہ ہے کہ دادا، والد کی وجہ سے دادا ہے۔ اسکی تفصیل حجب کے بیان میں لکھی جا چکی ہے۔باقی تمام احوال میں دادا اور والد برابر ہیں۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ دادا کی موجودگی میں بنو اعیان یعنی بہنیں اور بھائی حصہ پائیں گے۔لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: دادا بالکل باپ کی طرح ہے جس طرح باپ کی موجودگی میں بہنیں اور بھائی محروم رہتے ہیں اس طرح دادا کی موجودگی میں بھی یہ لوگ محروم رہیں گے۔یہی امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی فتویٰ ہے۔حضرت علامہ سید ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

کَمَا ھُوَ مَذْھَبُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَھُوَ مَذْھَبُ الْخَلِیْفَةِ الْاَعْظَمِ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَھُوَ اَعْلَمُ الصَّحَابَةِ وَ اَفْضَلُھُمْ یعنی دادا باپ کی طرح ہے، جیسا کہ یہی امام اعظم ابوحنیفہ کا فیصلہ ہے اور یہی فیصلہ خلیفہِ اعظم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے جو تمام صحابہ میں سب سے بڑے عالم ہیں اور سب سے افضل ہیں (ردالمحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی فصل فی العصبات جلد۵ صفحہ۵۵۲)۔

ہم نے قولِ مختار کو لے کر مقاسمۃ الجد کی ساری بحث سے اجتناب کیا ہے۔

دادی تے نانی دا حصہ

دادی نانی چھیواں حصہ آپس دے وچ ونڈے
کلی ہووے چھیواں حصہ لیندی مول نہ سنگے

تشریح:۔دادی اور نانی میں سے کوئی ایک بھی ہو تو ۱/۶ حصہ لے گی اور اگر دونوں ہوں تو ۱/۶ حصہ آپس میں بانٹ لیں گی۔

اخیافی بھین بھرا دے حصے

ذکر ہے اُنثَیَیْن برابر وچ قرآن دے آیا
جتھے بھیناں بھائی اکٹھے ایہہ اصول بنایا

مگر اخیافی رشتے والے یک برابر رہندے
مرد مؤنث آپس دے وچ ہرگز فرق نہ پیندے

ہک ہووے تاں چھیواں حصہ وَدھ ہوون تاں تیجا
دوجے رشتہ داراں کولوں وکھ حساب اِنہیں دا

فرع اصول مذکر رشتے نالے دھی تے پوتی
بھین بھرا اخیافی دی کر دیندے قسمت کھوٹی

تشریح:۔عام اصول یہ ہے کہ عصبات اور ذوالارحام میں جہاں کہیں بھی بہنیں اور بھائی اکٹھے ہوں مرد کو عورت کی نسبت دوگنا ملے گا۔مثلاً بیٹا، بیٹی ۔ پوتا، پوتی۔ سگے بھائی بہن وغیرہ۔لیکن اخیافی بہن بھائی کی صورتِ حال مختلف ہے،جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(۱)۔اگرایک ہوتو ۱/۶ لے گا خواہ مرد ہو یا عورت۔

(۲)۔اگرایک سے زائد ہوں تو ۱/۳ حصہ لیں گے اور آپس میں برابر تقسیم کریں گے۔خواہ مرد ہوں یا عورتیں۔

(۳)۔اور اگر میت کی اولاد موجود ہو خواہ مذکر یا مؤنث تو اخیافی بہن بھائی محروم رہیں گے اور اگر باپ دادا پردادا اور اوپر تک کوئی بھی موجود ہو تو پھر بھی اخیافی بہن بھائی محروم رہیں گے۔

ریاضی

مخرج ذو اضعاف اقل ہے وچ حساب جدید
اس دے سر تے ونڈ ہووے گل پکی وانگ حدید

تشریح:۔ذو اضعاف اقل کو میراث کی زبان میں مخرج کہتے ہیں مثلاً ۱/۲، ۱/۳، ۱/۸ کا ذو اضعاف اقل ۲۴ ہوگا۔یہی مخرج ہے۔

سارے حصے لکھن بعدوں مخرج کڈھ شتاب
مخرج کر تقسیم حصص تے آوے ہتھ جواب

تشریح:۔مذکورہ بالا مثال میں مخرج کو حصص پر تقسیم کرنے سے ۱۲،۸،۳ بالترتیب جواب ہوں گے۔

تصحیح المسلہ عول تے رد دی کر لے خوب پچھان
علم ریاضی اس وچ سکھناں بہت ضروری جان

تشریح:۔طالب علم کے لیے کسر کے سوالات، جمع، تفریق، ضرب، تقسیم اور نسبت تناسب کا جاننا بہت ضروری ہے۔

ہک رشتے دے وارث چوکھے چوھندے نیں تصحیح
مخرج وڈا اجے کر دَیّے ہوندی وِنڈ صحیح

تشریح:۔مثلاً اگر میت کے وارث ایک بیوی اور چار بیٹے ہوں تو بیوی ۸/۱ لے گی اور باقی مال یعنی ۸/۷ چار بیٹوں میں تقسیم ہوگا۔مسئلہ اس طرح حل ہوگا۔

مسئلہ ۸

میت

۴ بیٹے	بیوی
۸/۷	۸/۱
۷	۱

یعنی کل ۸/۱ اور ۸/۷ کا مخرج آٹھ ہوا۔آٹھ میں سے ایک بیوی کو ملا اور سات بیٹوں کو ملے۔لیکن مشکل یہ ہے کہ بیٹے چار ہیں۔سات کا عدد چار پر برابر تقسیم نہیں ہوسکتا۔اس مشکل کو حل کرنا تصحیح المسئلہ کہلاتا ہے۔

یہاں ایک بات غور سے سمجھ لیں۔''عددوں کا آپس میں تعلق اگر ایسا ہو کہ ایک عدد دوسرے پر پورا پورا تقسیم ہو جائے یعنی ایک عدد، دوسرے عدد کو کھا جائے تو اسے تداخل کہتے ہیں۔ مثلاً ۲ اور ۴ میں تداخل ہے اور اگر پورا پورا تقسیم نہ ہو سکے بلکہ کوئی تیسرا عدد ان میں مشترک ہو تو

اسے توافق کہتے ہیں۔ مثلاً ۴ اور ۶ میں دو کا توافق ہے اور اگر نہ تو پورا پورا تقسیم ہو اور نہ ہی کوئی تیسرا عدد مشترک ہو تو اسے تَبَایُنْ کہتے ہیں۔ مثلاً ۴ اور ۷ میں تباین ہے۔

ایک بیوی اور چار بیٹوں کا جو مسئلہ ہم حل کر رہے ہیں اس میں ۷ حصے چار بیٹوں پر تقسیم کرنا تھے۔ ۷ اور ۴ میں تباین ہے لہٰذا ہم ہر جگہ ۴ سے ضرب دے دیں گے۔ بیٹوں کے حصے ۷×۴=۲۸۔ بیوی کا حصہ ۱×۴=۴ اور مخرج ۸×۴=۳۲ ہوگا یعنی میراث کے کل ۳۲ حصے ہوں گے۔ جن میں سے ۴ بیوی لے گی اور ۲۸ چاروں بیٹے لیں گے اور ہر بیٹا ۷ حصے لے گا۔ اسے تصحیح المسئلہ کہتے ہیں۔

اہم نوٹ:۔ اگر طالب علم کو کسر کے سوالات حل کرنا آتے ہوں تو تصحیح کرنا بہت آسان ہے۔ اس میں تداخل، توافق اور تباین جاننے کی ضرورت نہیں رہتی۔ مثلاً مذکورہ مثال میں ۷/۸ کو ۱/۴ سے ضرب دے دی جائے تو ۷/۳۲ جواب آئے گا۔ بیوی ۱/۸ لے گی اور ہر بیٹا ۷/۳۲ لے گا۔ تصحیح کی علامت یہ ہے۔ تص

عول دا بیان

حصے چوکھے مخرج چھوٹا مسئلہ عول سدا وے
حصیاں نوں کر مخرج دیے سوکھا حل ہو جاوے

تشریح:۔ عول یہ ہے کہ حصص زیادہ اور مخرج کم ہو۔ مثلاً اگر میت: شوہر، بیٹی، پوتی اور ماں چھوڑ جائے تو شوہر ۱/۴، بیٹی ۱/۲، پوتی ۱/۶ اور ماں ۱/۶ لے گی اور ۱/۴، ۱/۲، ۱/۶، ۱/۶ کا مخرج ۱۲ آتا ہے۔ لیکن اس مخرج کو ہر حصے پر تقسیم کریں تو کل حصے ۳+۶+۲+۲=۱۳ بنتے ہیں۔ اس صورت میں مخرج ۱۲ کی بجائے ۱۳ ہی کر دیا جائے گا۔ مسئلہ بآسانی حل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۲   ع ۱۳

میت

شوہر	بیٹی	پوتی	ماں
۱/۴	۱/۲	۱/۶	۱/۶
۳	۶	۲	۲

عول کی علامت یہ ہے: ع

ردّ دا بیان

حصے تھوڑے مخرج وڈا ، رد سیانے کردے

حصہ رسد دوبارہ ونڈ دے شوہر تے بیوی چھڈ دے

تشریح:۔عول کا الٹ رد ہے۔رد میں مخرج بڑا ہوتا ہے اور حصص کم ہوتے ہیں۔یعنی مال بچ جاتا ہے۔اب بچا ہوا مال حصص کی نسبت سے دوبارہ بانٹ دینا "رد" کہلاتا ہے۔یہاں اہم بات یہ ہے کہ شوہر اور بیوی پر رد نہیں ہوتا۔"شوہر تے بیوی چھڈ دے" سے یہی مراد ہے۔بچا ہوا مال میاں بیوی کے علاوہ باقی ورثاء پر ان کے حصوں کے موافق دوبارہ بانٹ دیا جاتا ہے۔جن لوگوں پر ردّ نہیں ہوتا انہیں مَن لَّا یُرَدُّ عَلَیْھِمْ کہتے ہیں، اور وہ صرف میاں بیوی ہیں، اور جن پر ردّ ہوا کرتا ہے انہیں مَنْ یُرَدُّ عَلَیْھِمْ کہا جاتا ہے، اور وہ میاں بیوی کے علاوہ تمام ذوالفروض ہیں۔

رد کو اچھی طرح سمجھ لیں۔رد کی چار مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔

(1)۔میت کے وارث ایک ہی قسم کے ہوں اور شوہر یا بیوی نہ ہو۔مثلاً پانچ بیٹیاں۔ایسی صورت میں مال سب پر برابر برابر بانٹ دیا جائے گا۔جتنے وارث ہوں گے وہی عدد مخرج بنے گا۔

مسئلہ ۵

بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۱	۱	۱	۱	۱

اس میں بظاہر رد نظر نہیں آ رہا۔مگر غور کریں تو اسکی گہرائی میں رد موجود ہے۔یہ دراصل اس طرح تھا کہ بیٹیاں دو سے زیادہ ہوں تو ۲/۳ آپس میں تقسیم کرتی ہیں۔اب یہاں کوئی اور وارث نہیں ہے۔بیٹیاں ۲/۳ لے گئیں۔باقی ۱/۳ بچا۔اس ۱/۳ کو دوبارہ انہی بیٹیوں پر تقسیم کرنا پڑے گا۔

مسئلہ۳

میت

بیٹیاں۵
۲/۳
۲
۳

تین میں سے دو گئے ایک بچا، یہ پہلی بار تقسیم ہوئی۔اب باقی بچا ہوا ایک حصہ دوبارہ انہی پر برابر برابر تقسیم ہوا۔یعنی تینوں حصے پانچ بیٹیوں میں برابر برابر تقسیم ہو گئے۔

لیکن تین کو پانچ میں برابر تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔لہٰذا تصحیح کرنا پڑے گی۔تین اور پانچ میں تَبَائِنُ ہے،لہٰذا تین کو پانچ سے ضرب دیں گے،جواب پندرہ ہوگا۔

کل حصے ۱۵ ہوئے اور ہر بیٹی ۳ حصے لے گئی۔غور کریں تو پندرہ میں سے ۳ کا اختصار ہے: پانچ میں سے ایک۔یعنی

۱۵:۳

۵:۱

لہٰذا ہم نے لمبے جھنجھٹ سے بچنے کے لیے رد کا پہلا قاعدہ اپنا لیا اور پانچوں بیٹیوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا۔

(2)۔میت کے وارث مختلف قسم کے ہوں مگر شوہر اور بیوی نہ ہوں۔اس صورت میں تمام ورثاء کے حصص لکھ کر مخرج نکالیں گے۔مخرج بڑا ہوا اور حصص تھوڑے ہوں تو حصص کو ہی مخرج قرار دے دیں گے۔مسئلہ بہ آسانی حل ہو جائے گا۔مثلاً ماں اور چھ بیٹیاں وارث ہوں تو مسئلہ اس طرح حل ہوگا:

مسئلہ۶/مسئلہ۵

میت

ماں	بیٹیاں۶
۱/۶	۲/۳
۱	۴

یہ صحیح معنی میں عول کا الٹ ہے۔پیچھے جا کر عول کا بیان ایک نظر دیکھ لیں۔

(3)۔میت کے وارث ایک ہی قسم کے ہوں مگران کے ساتھ شوہر یا بیوی بھی ہو،تو اس کا حل یہ ہے کہ شوہر یا بیوی کے حصہ کو مخرج قرار دے دیا جائے اور اس کا حق دینے کے بعد جو بچے وہ باقی ورثاء میں برابر تقسیم کردیا جائے۔مثلاً شوہر اور ۲ بیٹیاں ہوں تو:

مسئلہ۴

شوہر	بیٹیاں۲
۱/۴	۳/۴
۱	۳

اگر بیٹیاں ۳ ہوتیں تو ہر بیٹی ایک حصہ لے لیتی۔آسان تھا۔لیکن یہاں ۲ بیٹیاں ہیں اور ۳ حصے ہیں۔تصحیح کرنا پڑے گی۔۲ اور ۳ میں تباین ہے۔لہٰذا ہر جگہ ۲ سے ضرب دیں گے۔مخرج ۴×۲=۸ ہوگا۔شوہر ۱×۲=۲ لے گا۔بیٹیاں ۳×۲=۶ لیں گی۔مکمل حل اس طرح ہوگا:

مسئلہ۴/لصــــ۸

شوہر	بیٹیاں۲
۱/۴	۳/۴
۱	۳
۲	۶

میراث کے کل آٹھ حصے ہوئے جن میں سے دو حصے شوہر کو ملے اور ہر بیٹی کو تین حصے ملے۔

(4)۔میت کے وارث کئی قسم کے ہوں اور ساتھ میاں یا بیوی بھی ہو۔اس صورت میں شوہر یا بیوی کے حصے کو مخرج قرار دیا جائے گا۔اور بیوی یا شوہر کا حصہ دے کر مَا بَقِیَ کو باقی ورثاء پر ان کے حصص کے موافق بانٹ دیا جائے گا۔تصحیح کی ضرورت پڑے گی تو تصحیح کرلی جائے گی۔

مثلاً اگر میت ایک بیوی، دو اخیافی بہنیں اور ایک دادی چھوڑ جائے تو بیوی کو ۴/۱ ملا۔ لہٰذا مخرج ۴ ہوا۔ایک حصہ بیوی کو ملا اور باقی تین حصے ورثاء میں اس طرح تقسیم ہوئے کہ ۶/۱ دادی کو اور ۳/۱ بہنوں کو ملے۔۶/۱ اور ۳/۱ میں ایک اور دو کی نسبت ہے لہٰذا دادی کو ایک اور بہنوں کو دو ملے۔مکمل حل اس طرح ہوگا:

مسئلہ۴

میـــ

بیوی	دادی	بہن اخیافی ۲
۱/۴	۱/۶	۱/۳
۱	۱	۲

لیکن ردّ کی اس چوتھی قسم میں صورتِ حال پیچیدہ بھی ہوسکتی ہے۔مثلاً اگر میت کی ایک بیوی، دو بیٹیاں اور ایک ماں ہو تو میراث اس طرح تقسیم ہوگی کہ میراث کے آٹھ حصے ہوں گے اور ان میں سے ایک حصہ بیوی کو ملے گا۔باقی سات حصے بچے جنہیں مَا بَقِیَ کہا جاتا ہے۔اب یہ مَا بَقِیَ بیٹیوں اور ماں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بیٹیوں کو ۲/۳ اور ماں کو ۱/۶ ملے۔حل دیکھیے!

مسئلہ ۸ مَا بَقِیَ ۷

میـــ

بیوی	بیٹیاں ۲	ماں
۱/۸	مَا بَقِیَ کا ۲/۳	مَا بَقِیَ کا ۱/۶

اب دیکھنا ہوگا کہ اگر مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیْہِ (یعنی بیوی) کا وجود ہی نہ ہوتا تو صرف اور صرف مَن یُّرَدُّ عَلَیْھِم کا مخرج کیا ہوتا؟ مَن یُّرَدُّ عَلَیْھِم کا یہ الگ مخرج نکال کر ان کے حصے لگائیں اور ان حصوں کا مجموعہ آخری کونے پر لکھ دیں۔

مسئلہ ۸ مَا بَقِیَ ۷ ۵

میـــ

بیوی	بیٹیاں ۲	ماں
۱/۸	۴	۱

یہاں مَا بَقِیَ اور مَن یُّرَدُّ عَلَیْھِم کے مخرج کے درمیان تباین ہے۔اس صورت میں یہ بات اچھی طرح نوٹ کرلیں کہ تصحیح کرنے کے لیے: مَنْ یُرَدُّ عَلَیْہِ کے مخرج کو مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیْہِ (بیوی) کے مخرج سے ضرب دیں گے جس کے نتیجے میں نیا مخرج سامنے آئے گا۔اسی تصحیح کو مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیْہِ تک پہنچانے کے لیے اسی مَنْ یُرَدُّ عَلَیْھِم کے مخرج کو بیوی کے حصے سے بھی ضرب دیں گے۔اب مَا بَقِیَ کو مَن یُّرَدُّ عَلَیْھِم کے حصوں سے ضرب دیں گے اور مسئلہ مکمل

طور پر اس طرح سامنے آئے گا۔

مسئلہ ۸   مَا بَقِیَ ۷   تصــ ۴۰

میـــــــــــــــــــــــــــــــــــــت

بیوی	بیٹیاں ۲	ماں
۱	۴	۱
۵	۲۸	۷

مسئلہ مکمل طور پر حل ہو گیا۔

عصبے ہوندیاں رد نہ ہووے یاد رکھیں ایہہ نکتہ
ذوالفروض کولوں جو بچے لے جاندا اے عصبہ

رد کی علامت یہ ہے: لعــــ

چند مثالاں

میت دا جے شوہر وارث تے دو سکیاں بھیناں
چار حصے میراث کرو، دو شوہر اک اک بھیناں

تشریح:۔

مسئلہ ۲ لعــ ۴

میـــــــــــــــــــــــــــــــــــــت

شوہر	بہن، بہن	
۱/۲	مابقی	
۱	۱	
۲	۱	۱

بیوی بیٹی پوتی میت دے وارث رہ جاون
بتیاں وچوں چار ۴ اکی ۲۱ ست ۷ باترتیبی پاون

تشریح:۔

مسئلہ۸ لصـــ ۲۴ لعـــ ۳۲

میت

بیوی	بیٹی	پوتی
۱/۸	۱/۲	۱/۶
۳	۱۲	۴
۴	۲۱	۷

پنج دھیاں تے اماں ابا جے وارث رہ جاون

چار ہر بیٹی، پنج پنج ماپے، تریہاں ۳۰ وچوں پاون

تشریح:۔

مسئلہ۶ لصـــ ۳۰

سـ

بیٹیاں ۵	ماں	باپ
۲/۳	۱/۶	۱/۶+عصبہ
۴	۱	۱
۲۰	۵	۵

دس بھلا میں کیویں کڈھے حصے وچ مثالاں

جے دسیں تاں تینوں مناں شابس دے کے پالاں

پہلے دونویں رد دے مسلے تیجے وچ تصحیح

ہر واری مخرج بدلایا کیتی ونڈ صحیح

عصبات دی مثال

شوہر بیٹا تے پنج دھیاں جے میت چھڈ جاوے

ست شوہر، چھ بیٹا، ترے ترے ہر بیٹی لے جاوے

تشریح:۔

مسئلہ ۲۸

میت

شوہر	بیٹا	بیٹیاں ۵
۱/۴	عصبات	
۱/۴	۲/۷×۳/۴	۱/۷×۳/۴
۱/۴	۶/۲۸	۳/۲۸
۷	۶	۳ ہر بیٹی

عول دی مثال

ہک مسلہ میں ہور چا دساں منبر یہ کہلاوے
بیوی، دودھیاں، تے ماپے جلدی سمجھ نہ آوے

شیر خدا دے منبر اُتے فی البدیع فرمایا
بیوی ناںواں حصہ لیسی اٹھواں عول ونجایا

تشریح:۔سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔آپ پر کسی نے یہ سوال کر دیا۔آپ نے فوراً جواب دے دیا اور اپنے خطبے کا تسلسل ٹوٹنے نہ دیا۔اسی وجہ سے اس مسئلے کو مسئلہ منبریہ کہا جاتا ہے۔یہ عول کا مسئلہ ہے۔

مسئلہ ۲۴ ع ۲۷

بیوی	بیٹیاں ۲	ماں	باپ
۱/۸	۲/۳	۱/۶	۱/۶
۳	۱۶	۴	۴

تخارج دا بیان

جے کوئی وارث اپنے حصے دی بخشش کر جاوے

اس نوں لَمۡ یَکُنۡ نہ سمجھیں مت شطان بھلاوے

حصے لاندی واری اس نوں رکھ برابر شامل

آخر کار تفریق جے کرسیں حل ہو جاسی کامل

تشریح:۔ اگر کوئی وارث اپنا حصہ معاف کر دے تو ایسے وارث کو بوقتِ حساب شامل رکھیں اور بالآخر حصص میں سے اس کا حصہ ختم کر دیں اور مخرج میں سے بھی اس کا حصہ نکال دیں اور جو باقی بچے اسے مخرج قرار دے دیں۔ مثلاً شوہر ماں اور بیٹی میں سے شوہر اپنا حصہ معاف کر دے تو مسئلہ اس طرح حل ہوگا۔

مسئلہ ۱۲ — لعـــــ ۱۶

ماں	بیٹی	شوہر
۱/۶	۱/۲	۱/۴
۲	۶	۳
۳/۱۶	۹/۱۶	۱/۴
۳	۹	۴

یہ مسئلہ ردیہ ہے بالآخر ۱۶ مخرج ہوا۔ اب ۱۶ میں سے شوہر کے چار حصے نکال دو باقی ۱۲ بچے۔ یہاں شوہر کو خارج کر دیں میراث کے کل ۱۲ حصے کر دیں، جن میں سے بیٹی ۹ اور ماں ۳ حصے لے گی۔ اس طریقے سے کسی وارث کے نکل جانے کو تخارج کہتے ہیں۔

مناسخہ دا بیان

مورث اعلیٰ کسے زمانے دے وچ مریا ہووے
کئی پشتاں دے پچھوں وارث درشرع تے آوے

دادا دادی وڈ وڈیرے چھڈ گئے نیں مال
آکھے ، دسو کیویں ونڈاں حکم شرع دے نال

نام مناسخہ اس مسئلے دا اُتوں ہیٹھ نبھا
مورث اعلیٰ دا توں ورثہ وارثاں نوں پہنچا

اس دا ورثہ اس دے پچھلیاں دے وچ ونڈ کرا
قبر نشان بناندا جا تے حصے ونڈدا جا

مَا فِي الْيَد پورا نہ ہووے کردا جا تصحیح
فاصلہ دے کے مورث لکھیں ہوسیں لکھت صحیح

مسئلے دی تصحیح لوٹاویں مورث اعلیٰ تیک
وزن برابر حصہ ملسی ہر وارث نوں ٹھیک

ہک ہک وارث کئی کئی واری حصہ پاون آسی
حصے اس دے جمع کریں گا ہوسی تد خلاصی

اَلاَحْیَاء نوں مبلغ حصے آخرکار سناویں
ہر وارث دا نام پکاریں حصہ ہتھ پھڑاویں

تشریح :۔جس مسئلہ میں تقسیم میراث سے پہلے ہی ورثاء یکے بعد دیگرے مرتے جائیں ، وہ مناسخہ کہلاتا ہے۔ابتدائی شخص کو مورثِ اعلیٰ کہتے ہیں۔اس کے بعد مرنے والوں کو بالترتیب مورث ثانی،مورث ثالث،مورث رابع الخ کہتے ہیں۔

مورثِ اعلیٰ کا نام لکھ کراس کے ورثاء لکھواوران کے حصص نکالو۔اس کے بعد مرنے والے کے نام کے گرد قبر کا نشان بناؤ۔پھر تھوڑا فاصلہ چھوڑ کر دوسرے نمبر پر مرنے والے کا نام لکھ کراس کا ورثہ اس کے ورثاء میں تقسیم کرو۔ممکن ہے مورث ثانی کے ورثاء مورثِ اعلیٰ کے بھی ورثاء ہوں۔خاص خیال رکھتے ہوئے اس قسم کے ورثاء کے دونوں طرف کے حصص یکجا کر دو۔پھر اسی طرح مورث ثالث کے نام کے گرد قبر کا نشان بناؤ اور پھر فاصلہ چھوڑ کراس کا نام لکھ کراس کے ورثہ کو تقسیم کرو۔دونوں طرف سے حصہ پانے والوں کے حصص جمع کرتے جاؤ۔اگر کہیں تصحیح کرنا پڑے تو تصحیح کو اوپر مورثِ اعلیٰ تک پہنچاؤ۔یعنی جس عدد سے ضرب دے کر تصحیح کی ہے اسی عدد سے اوپر کے مسئلہ جات اور حصص کو بھی ضرب دے دو تا کہ حصص کا توازن (Value) یکساں رہے۔اسی مقصد کیلئے ہم نے ہر مورث کیلئے فاصلہ چھوڑا تھا۔مورثِ ثانی وثالث ورابع وخامس وغیرہ کا ورثہ مافی الید کہلاتا ہے۔اسے مف کی علامت سے لکھیں مثلاً

مورث ثانی اکرم   مف ــــ ۱۲

میت

آخر کار جو ورثاء آج زندہ ہوں ان کو الاحیآء لکھیں اور مف کی جگہ المبلغ لکھیں۔مثلاً

المبلغ ۴

الاحــــــــــیاء

اس کے نیچے تمام زندہ ورثاء کے نام لکھ کران کا حصہ لکھ دیں۔تصحیح المسئلہ عول اوررد کا خاص خیال رکھیں اور ساتھ ساتھ نمٹاتے جائیں۔

مکمل مثال:

آپ نے دیکھا کہ بالآخر تین افراد زندہ بچے۔ مورثِ اعلیٰ کی بیوی زاہدہ۔ ہم اسے بھولے نہیں بلکہ الاحیآء میں لکھ دیا۔ مورثِ ثانی کا بیٹا امجد اور بیٹی عابدہ۔ الاحیآء کو مبلغ ۴ حصے ہم نے ۱،۲،۱ کر کے دے دیے۔ مناسخہ کا آخری شعر دوبارہ پڑھ لیں:

الاحیآء نوں مبلغ حصے آخر کار سناویں

ہر وارث دا نام پکاریں حصہ ہتھ پھڑاویں

خنثیٰ مشکل دا حصہ

اس خنثیٰ نوں مرد مؤنث دو طرح ازماؤ

جس تقدیرے تھوڑا لبھس اوسے نوں اپناؤ

تشریح:۔جس خنثیٰ کا مذکر یا مؤنث ہونا پہچانا نہ جا سکے اسے خنثیٰ مشکل کہتے ہیں۔جس مسئلے میں خنثیٰ مشکل وارث ہو۔اسے دو دفعہ حل کرو۔ایک دفعہ خنثیٰ کو مرد سمجھ کر حل کرو۔دوسری دفعہ اسے مؤنث سمجھ کر حل کرو۔جس صورت میں اسے کم حصہ ملے وہی درست ہے۔

حمل دا حصہ

حمل وارث لئی لڑکا لڑکی دو تقدیراں پرکھو
کم حصص تقسیم کرو چا باقی ماندہ رکھو

باقی ماندہ وضع حمل توں پچھے ونڈن سوکھے
چو کھے حصے جے ونڈ دیّے واپس لینے اوکھے

دو تن چار یا کئی کئی بچے جمن دا امکاں
ایہہ بھی ممکن مردہ بچہ جم دیوے کوئی ماں

اسّاں کئی سیانے ویکھے ونڈ موقوف رکھیندے
ورثہ بعد ولادت ونڈ دے سوکھا کم کریندے

تشریح:۔حمل کی تفصیل مشکل نہیں ہے لیکن اس میں امکانات اتنے زیادہ ہیں کہ ہر امکان کا لحاظ رکھنا بہت بعید ہے۔بچہ مذکر بھی ہو سکتا ہے اور مؤنث بھی ہو سکتا ہے اور دو تین چار بھی ہو سکتے ہیں۔ممکن ہے ایک بچہ اور ایک بچی ہو یا دو بچے دو بچیاں ہوں یا ایک بچہ تین بچیاں ہوں یا ایک بچی تین بچے ہوں،یا بچہ مردہ پیدا ہو۔لہٰذا آسان طریقہ یہی ہے کہ تقسیم میراث کو وضع حمل تک موقوف کر دیا جائے۔

مفقود دا حصہ

مفقود تصور زندہ مردہ دونویں کیتا جاوے
بڑا بہتر ہے ہر صورت دا مخرج ہکا آوے

جے کر مخرج ہک نہ ہووے کر لوو تصحیح
کم حصص تقسیم کر و چا باقی رہن صحیح

نوے سال عمر دے تائیں آ جاوے تاں ٹھیک
نوے سال عمر توں پچھے کر دے ختم اڈیک

جہڑے حصے رکھ دتے سی سارے باہر چا کڈھو
مسئلے دا جو حل کیتا سی اصل مطابق ونڈو

ایہہ بیان حمل دے ورگا دیواں یاد کرا
جتھے حمل دا حصہ لکھیا اوتھے ویکھن جا

نوے سال توں پچھے جے کر آ پہنچے مفقود
اس دا حصہ اس نوں دینا ہے شرعی مقصود

تشریح:۔گم شدہ آدمی کو مفقود کہتے ہیں۔جس مسئلہ میں کوئی وارث مفقود ہو اسے دو دفعہ حل کیا جائے گا۔ایک دفعہ اسے زندہ سمجھ کر اور دوسری دفعہ اسے مردہ سمجھ کر۔دونوں صورتوں میں سے وہ وہ حصص بانٹ دیے جائیں گے جو تھوڑے ہوں۔باقی حصص رکھ دیے جائیں گے۔مفقود اگر نوے

سال عمر سے پہلے پہلے آ جائے تو اس کے زندہ ہونے کی تقدیر کے مطابق اس کا حصہ اسے دے دیا جائے گا اور باقی حصص باقی ورثاء کو دے دیے جائیں گے اور اگر نوے سال عمر تک نہ آئے تو اسے مردہ قرار دے دیا جائے گا اور اس کے مردہ ہونے کی تقدیر کے مطابق بقیہ حصہ جات ورثاء میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔ اگر ہماری اس تقسیم کے بعد وہ کہیں سے زندہ برآمد ہو جائے تو اس کا حصہ اس کے ورثاء سے واپس لے کر اسے دیا جائے گا۔

مثال:۔

مسئلہ۴/ لصــــــ۸/ مسئلہ ۵۶

(زندہ)

میت

شوہر	سگی بہنیں ۲	سگا بھائی مفقود
۱/۲	۱/۴	۱/۴
۲	۱	۱
۴	۲	۲
۲۸	۱۴	۱۴

مسئلہ۶/ عــــــ۷/ مسئلہ ۵۶

(مردہ)

میت

شوہر	سگی بہنیں ۲
۱/۲	۲/۳
۳	۴
۲۴	۳۲

آپ نے دیکھا دونوں صورتوں کا مخرج ایک نہیں تھا۔ ہم نے مخرج ایک بنایا یعنی ۵۶۔ شوہر کو ۲۴ حصے اور سگی بہنوں کو سات سات حصے دے کر باقی ۱۸ حصے مفقود کے لیے رکھ دیں گے۔ اگر مفقود واپس آ جائے تو زندہ کی تقدیر کے مطابق ۴ مزید حصے شوہر کو دے کر اس کے ۲۸ حصے پورے کر دیے جائیں گے اور چودہ حصے مفقود کو دے دیں گے۔ اگر مفقود واپس نہ آئے تو مردہ کی تقدیر کے مطابق شوہر کو پہلے ہی ۲۴ حصے مل چکے ہیں، اور بہنوں میں سے ہر ایک کو ۱۶ حصے

دے دیے جائیں گے۔ ۵۶ پورے ہو گئے۔

اس مسئلہ کو سمجھنے میں طالب علم کو غلطی لگ سکتی ہے۔ مفقود کے زندہ ہونے کی صورت میں اصل مخرج ۸ تھا۔ اور مردہ ہونے کی صورت میں اصل مخرج ۷ تھا۔ یہ جو دونوں صورتوں میں لصـــــ۵۶ لکھا گیا ہے، یہ دونوں صورتوں کے درمیان تباین واقع ہونے کی وجہ سے واپس لوٹ کر لکھا گیا ہے یعنی ۸×۷=۵۶

ڈُب، سڑ، دب کے مرن والیاں دا بیان

ہک ٹبر دے کئی جے بندے ڈُب سڑ دب مر جاون
ایہا سمجھو کٹھے مرگئے وچ ترتیب نہ آون

ہک دوجے دا ورثہ آپس وچ نہیں لے سکدے
وچ وراثت شامل ہوندے باقی ماندہ لگدے

تشریح:۔ ڈوب کر یا جل کر یا دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر کئی افراد اکٹھے مر جائیں تو یہی سمجھا جائے گا کہ یک دم مر گئے۔ ہم موت کی ترتیب نہیں سمجھ سکتے کہ پہلے کون مرا اور بعد میں کون۔ لہٰذا وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے۔

(چوتھی قسم کے عصبات کو ڈھونڈنا ممکن نہ رہے تو اس صورت میں ذوالارحام کو ورثہ دے دینے کی بھی یہی دلیل ہے)۔

تنبیہ

ردتصحیح تے عول حجب دا ہر قدمے امکان
رب سچے توں منگ دعاواں ہوش خطا نہ کھان

نا سمجھی تے عجلت کولوں ہرگز کم نہ لئے

عقل مکمل حاضر کر کے ہواس دے در پے

تشریح:۔رد،عول، حجب اور تصحیح کو خوب ملحوظ رکھ کر سوال حل کریں۔رد کی چار قسموں پر خصوصی نظر رکھیں۔مناسخہ میں تصحیح کو پیچھے تک پہنچانا اور ایک ایک وارث کا مختلف مقامات پر سے حصہ یکجا کرنا نہ بھولیں۔مناسخہ کے مسئلہ کو حل کرتے وقت کسی بھی مورث کے مسئلہ میں عول ردو غیرہ ہو سکتا ہے، سمجھداری سے کام لیں۔مکمل فراغت کے ساتھ مسئلے کو حل کرنے بیٹھیں اور خود اعتمادی میں حد سے نہ بڑھیں۔سوال کرنے والے سے سوال لے کر رکھ لیں اور اسے کسی دوسرے دن آ کر جواب لے جانے کو کہیں۔

حرفِ آخر

قاسمی تینوں اللہ بخشے سوھنی نظم بنائی

سدھے سادے طالب علماں کل میراث پڑھائی

سن ہجری چودہ سو پندرہ آخر حج مہینہ

ایہہ کتاب مکمل ہوگئی دِتّا رب سکینہ

وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَسَلَّم

☆......☆......☆